اسلام کا عائلی نظام

فسخ نکاح کے شرعی اسباب اور موجبات

(مولانا) مفتی نعمت اللہ حقانی نگران شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی جامعۃ المرکز الاسلامی (بنوں)

تمہید:

اسلام نے طلاق کا حق بے شمار حکمتوں اور مصلحتوں کی بناء پر زوجین میں سے صرف مرد کو عطا فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی اس بات سے صرف نظر نہیں فرمایا کہ بعض حالات ایسے پیدا ہو سکتے ہیں جن میں عورت کو مرد سے گلوخلاصی حاصل کرنے کے لئے اس سے طلاق یا خلع حاصل ہونے کی کوئی صورت نہ بن سکے۔ حنفی مذہب میں اس کے لئے بہترین طریقہ تفویض طلاق کا ہے اگر نکاح کے آغاز ہی میں اس طریقے کو اختیار کر لیا جائے تو ایسے حالات میں کوئی مشکل پیدا نہیں ہو سکتی لیکن چونکہ شرعی احکام سے ناواقفیت عام ہو چکی ہے اس لئے عام طور پر لوگ نکاح کے وقت شریعت کی دی ہوئی اس سہولت سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور آگے چل کر خواتین مشکلات کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ایسی خواتین جنہوں نے نکاح کے وقت تفویض طلاق کے طریقے کو اختیار نہ کیا ہو اگر بعد میں کسی شدید مجبوری کے تحت شوہر سے گلوخلاصی حاصل کرنا چاہیں مثلاً شوہر اتنا ظالم ہو کہ نہ نفقہ دیتا ہو، نہ آباد کرتا ہو یا وہ پاگل ہو جائے یا مفقود الخبر ہو جائے، یا نامرد ہو اور از خود طلاق یا خلع پر آمادہ نہ ہو تو اصل حنفی مسلک میں ایسی عورتوں کے لئے شدید مشکلات ہیں خاص طور پر ان مقامات پر جہاں شریعت کے مطابق فیصلے کرنے والا کوئی قاضی موجود نہ ہو، ایسی عورتوں کے لئے اصل حنفی مسلک میں شوہر سے رہائی کی صورت نہیں ہے۔ لیکن خود حنفی مسلک ہی میں اس بات کی بھی گنجائش ہے کہ شدید ضرورت کے مواقع پر آئمہ اربعہ میں سے کسی اور کے مذہب کے مطابق عمل کر لیا جائے۔ خود مفقود اور متعنت کے بارے میں بعض متاخرین فقہاء حنفیہ نے مالکی مذہب پر فتویٰ دینے کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ فسخ نکاح کے شرعی اسباب اور موجبات اور ان میں بعض اسباب مذہب غیر پر فتویٰ کی صورت میں یکجا مقالہ کی شکل میں پیش کرنے کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی، اس مسئلے پر حضرت تھانویؒ کے الحیلۃ الناجزہ اور دیگر اہم مراجع فقہ سے استفادہ کر لیا گیا ہے موضوع کی اہمیت کی پیش نظر یہ مضمون شامل اشاعت مجلہ کر لیا گیا۔ (ادارہ)

نمبر شمار	ذیلی عنوانات	نمبر شمار	ذیلی عنوانات
۱:	تمہید	۲:	زوجین عنین (نامرد) کا حکم
۳:	زوجہ عنین کے لئے شرائط تفریق	۴:	زوجہ مجنون کا حکم
۵:	غائب مفقود (شوہر کا لاپتہ ہونا)	۶:	غائب غیر مفقود سے فسخ نکاح
۷:	خیار بلوغ کے بناء پر فسخ نکاح کا حکم	۸:	خیار عتق کا حکم

۹: زوجہ متعنت کا حکم
۱۰: مرد اور جنسی عمل سے پرہیز
۱۱: حکم زوجہ معسر (افلاس کی وجہ سے فسخ نکاح)
۱۲: موجودہ حالات کے تقاضے
۱۳: خیار کفائت کی بناء پر فسخ نکاح
۱۴: اختلاف دین الازواج
۱۵: حکم ارتداد شوہر
۱۶: حکم ارتداد زوجہ
۱۷: عقیم مرد سے فسخ نکاح
۱۸: (شوہر کا جذام، برص یا اس جیسے کسی موذی مرض میں مبتلا ہونا)
۱۹: بیوی کو سخت مارنا
۲۰: زوجین میں شقاق کا پایا جانا
۲۱: مرد کا اپنی حالت کے بارے میں عورت کو دھوکہ میں ڈال کر نکاح کرنا:

علماء فقہ کی اصطلاح میں نکاح اس خاص عقد و معاہدہ کو کہتے ہیں جو مرد اور عورت کے درمیان ہوتا ہے اور جس سے دونوں کے درمیان زوجیت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس سے "توالد و تناسل" کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور زوج اور زوجہ میں پیار اور مہربانی بڑھتی رہتی ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، "و من ایٰتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجالتسکنوا الیھا وجعل بینکم مّودة ورحمة ان فی ذٰلک لاٰیٰت لقّوم یتفکرون اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ بنا دیئے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے کہ چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے بیچ میں پیار اور مہربانی۔ البتہ اس میں بہت پتے کی باتیں ہیں ان کیلئے جو دھیان کرتے ہیں"، لیکن کبھی یہ پیار اور مہربانی میاں اور بیوی کے درمیان نہیں رہتی اور معاملہ طلاق اور فسخِ نکاح وغیرہ تک پہنچ جاتا ہے فسخ نکاح کا معنی ہے زوج اور زوجہ کے درمیان جدائی واقع ہونا فسخِ نکاح کی مختلف صورتیں ہیں۔

(۱) زوجہ عنین کے لئے شرائط تفریق:۔

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ نکاح سے بیشتر عورت کو اس شخص کے عنین ہونے کا علم نہ ہو پس اگر اس وقت علم تھا اور باوجود معلوم ہونے کے نکاح کیا تو اب اس کو تفریق کا حق نہیں مل سکتا۔ "کما فی الھندیة ان علمت المرأة وقت النکاح انه عنین لایصل الیٰ النساء لا یکون لھا حق الخصومة و فی الدر المختار تزوج الاولیٰ اوامرأة اخریٰ عالمة بحاله لاخیار لھا علیٰ المذھب المفتی به بحر عن المحیط خلا فا لتصحیح الخانیة اھ۔(ردالمحتار بحواله الحیلة الناجزه ص ۴۷)

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی اس عورت سے جماع نہ کیا ہو اور ایک مرتبہ جماع کر چکا ہے اور پھر عنین ہو گیا تو عورت کو فسخ نکاح کا اختیار نہ ہوگا۔ "لما فی الدر المختار فلوجب بعد وصوله الیھا مرة او صار عنینا بعده ای بعد الوصول لایفرق لحصول حقھا بالوصول مرة قال ابن عابدین قوله مرة وما زاد علیھا فھو مستحق دیا نة لا قضاء بحر عن جامع قاضی خان ویأثم اذا ترک الدیانة متعنتاً مع القدرة علیٰ الوطی (باب العنین ص ۹۷۷ ج ۲)

(۳) کہ جس وقت سال بھر کی مدت گزر نے کے بعد قاضی عورت کو اختیار دے تو عورت اس مجلس میں تفریق کو اختیار کرے پس اگر مجلس میں اس نے اپنے شوہر کے ساتھ رہنا پسند کرلیا یا اس قدر سکوت کیا کہ مجلس برخاست ہوگئی خواہ اس طرح کہ یہ عورت مجلس سے اٹھ گئی یا اس طرح کہ قاضی مجلس سے کھڑا ہوگیا تو اس کا اختیار باطل ہوگیا۔ اب کسی طرح تفریق نہیں ہوسکتی۔ ''لما فی الهنديه فان اختارت زوجها او قامت من مجلسها او أقامتها اعوان القاضی او قام القاضی قبل ان تختار بطل خيارها كذا فی المحيط (صفحه ۱۵۶ ج ۲) یا وہ دوسرے صورتیں اختیار کرلے جن کی وجہ سے حق خیار باطل ہوتا ہے۔ جس کی تفصیل شامی باب تفویض الطلاق سے معلوم ہوسکتی ہے۔ (۴) تفریق کے لئے قضاء قاضی یا جماعت المسلمین سے تفریق کرانا شرط بدون حکم قاضی وجماعت المسلمین عورت کو تفریق کا اختیار نہیں۔'' کما فی رد المحتار تحت قول (ولا عبرة بتاجيل غير قاضی البلدة لان هذا مقدة امر لايكون الا عند القاضی وهو الفرقة فكذا مقدمته ولو لجبه (شامی ج ۲/ص ۹۷۹)

(۱) (i) عنین (نامرد) کی تعریف:

زوجہ عنین (نامرد) کا حکم:۔

هو عند الفقهاء من لا يصل الى النساء مع قيام الآلة لمرض وان كلن يصل الى الثيب دون البكر أو بعض النساء دون البعض سواء كانت الآلة تقوم ام لا '' فقہاء کے نزدیک نامرد وہ ہے جو آلہ تناسل موجود ہونے کے باوجود عورتوں سے کسی بیماری کے سبب نہیں مل سکے، گو کہ شوہر دیدہ سے ہم آغوش ہوجائے اور کنواری سے نہ ہوسکے یا بعض عورتوں سے اور بعض سے نہ ہوسکے اور چاہے اس کا عضو تناسل کھڑا ہوتا یا نہ ہو (ہر حال میں وہ نامرد سمجھا جائے گا۔ زوجہ عنین کا حکم سمجھنے سے پہلے اس بات کو سمجھ لینا چاہئے کہ فسخ نکاح کا حکم اسی وقت نافذ ہوسکتا ہے جب کہ اس کو قاضی یا جماعت المسلمین نافذ کرے اب ہم زوجہ عنین کا حکم بیان کرتے ہیں۔ ''عورت کو شوہر کے عنین ہونے کا علم ہوا اس وقت عورت نے اس کے ساتھ رہنے پر راضی رہنے کی تصریح نہ کی ہو مثلاً یہ نہ کہا ہو کہ جیسا بھی ہے اب تو میں اسی کے ساتھ بسر کرلوں گی کیونکہ اگر وہ عورت اپنے راضی ہونے کی تصریح کرچکی ہو تو پھر اس کو مطالبہ تفریق کا حق نہیں رہتا ہاں محض سکوت سے اس جگہ رضا نہ سمجھی جائے گی جیسا کہ علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں۔'' فلوز وجت عنينا او مجبوبا ولم تخاصم زمانا لم يبطل حقها' 'الدر المختار ص ۶۴۷ ج ۲ علی حاشیہ رد المحتار۔ اور اس کی تشریح علامہ شامیؒ یوں فرماتے ہیں (قوله لم يبطل) ای مالم تقل رضيت بالمقام معه كذاقيده فی التاتارخانية عن المحيط'' رد المحتار ص ۶۴۷ علی صدر در المختار۔

(۲) زوجہ مجنون کا حکم:۔

زوجہ مجنون کے بارے میں علامہ حصکفیؒ لکھتے ہیں ' ولا يتخير احد هما ای الزوجين بعيب الا خرو لو فاحشا كجنون و جذام و برص ورتق و قرن .الدر المختار ص ۶۴۸، ج ۲. علامہ شامی لکھتے ہیں وخالف الائمة الثلثة فی الخمسة

مطلقا و محمد فی الثلثة الاول لو با لزوج کما یفهم من البحر وغیرہ(ردالمحتار ص۶۴۹ ج۲) وعلی قول محمد لها الخیار اذا کان علیٰ حال لا تطیق المقام معه و فی کتاب الآثار للا مام محمد رحمه الله و کذلک اذا وجدته مجنونا موسوسا یخاف علیها قتله (کتاب الآثار ص۱۰۱) عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ شیخین کے نزدیک تو جنون شوہر کی وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل نہیں لیکن امام محمدؒ کے نزدیک اس کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہے اور جنون سے ایسا جنون مراد ہے جو نا قابل برداشت ہو فتاویٰ عالمگیری نے بحوالہ حاوی قدسی اسی پر فتویٰ دیا ہے (عالمگیری آخر باب العنین بحوالہ امداد المفتین ص ۳۶۳ ج۲)

جنون موجب تفریق کی حد:۔

فقہاء کے عبارات اس بارے میں کہ وہ جنون جس کی وجہ سے عورت کو امام محمدؒ کے نزدیک خیار فسخ حاصل ہو سکتا ہے اس کی حد کیا ہے فقہاء کے عبارات اس کے بیان میں مختلف ہیں۔ مبسوط کے الفاظ میں یہ ہے ''لا تطیق المقام معه اور کتاب آثار میں یخاف علیها قتله مذکور ہے ان دونوں میں تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جو مجنون ایذا پہنچایا کرتا ہو اس کے متعلق عادت غالبہ سے اکثر یہ بھی اندیشہ ہو جاتا ہے کہ شاید قتل کر بیٹھے خلاصہ یہ ہوا کہ جس مجنون سے نا قابل برداشت ایذاء پہنچی ہو اس کا حکم یہ ہے

مجنون کے حق میں ایک سال کی مہلت:۔

''الحیلة الناجزہ میں حضرت تھانویؒ، امام محمدؒ کے مذہب کے مطابق جنون کے وجہ سے فسخ نکاح کا حکم تحریر کرتے ہوئے درج فرمایا ہے (قال محمد ان کان بالزوج عیب لا یمکنه الوصول الیٰ زوجته فالمرأة مخیرة بعد ذلک ینظران کان العیب کالجنون الحادث والبرص و نحوهما فهو والعنة سواء فینظر حولاً و ان کان الجنون اصلیا او به مرض لا یرجیٰ بر ئه فهو والعنة سواء و هی بالخیار ان شاء ت رضیت بالمقام معه و ان شاء ت رفعت الامر الیٰ الحاکم حتیٰ یفرق بینهما (الفتاویٰ الحمادیة للعلامة رکن الدین ناگوری ص ۷۶ نقلاً من المضمرات بحواله الحیلة الناجزة ص ۳۹) حضرت تھانویؒ اس عبارت کے ذیل میں لکھتے ہیں لیکن چونکہ جنون حادث کی تفسیر نہ اس جگہ لکھی ہے اور نہ کہیں دوسرے مواقع میں دستیاب ہوئی جس کی وجہ سے اس کے مقابلہ میں مطبق کی تفسیر بھی پوری طرح واضح نہیں ہو سکتی اور دوسرے مواضع میں جو مطبق کی تفسیر بمقابلہ غیر مطبق لکھی ہے۔ اس کو محض قیاس سے اس جگہ جاری کرنا احتیاط کے خلاف ہے اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ اس کی تفصیل سے قطع نظر کر کے ہر حال میں سال بھر کی مہلت دی جاوے۔ اس کے بعد حکم کیا جاوے'' الحیلة الناجزہ للحلیلة العاجزة ص ۶۲، ۶۳ زیر عنوان حکم زوجہ مجنون دعویٰ اور تفریق کی صورت)

تفریق بالجنون کی صورت:۔

''و مثله فی امداد الاحکام ج ۲ /ص ۴۲۱،قوله : پس احتیاط اس میں ہے کہ مطلق تاجیل پر عمل کیا جاوے خصوصاً جب کہ پنچائیت فیصلہ کرنے والی ہو کیونکہ پنچائیت کا فیصلہ معتبر ہونا فقہ حنفی میں تو ہے نہیں فقہ مالکی سے اس کا حوالہ دیا گیا ہے اور مالکیہ کے مذہب میں جنون مطبق وغیر مطبق میں کوئی تفصیل وفرق نہیں بلکہ صاحب تحفہ نے لکھا ہے''وھو معنی قول خلیل و مجنون و ان مرة فی التحصر قبل الدخول و بعده الخ.(از فتویٰ صالح یونس مدرس مسجد نبوی کتبه الاحقر عبد الحکیم از خانقاه امدادیه تهانه بهون مورخه: ۱۰ جمادی الثانی) صورت تفریق یہ ہے کہ زوجہ مجنون قاضی کی عدالت میں درخواست دے اور خاوند کا خطرناک مجنون ہونا ثابت کرے۔قاضی واقعہ کی تحقیق کرے اگر صحیح ثابت ہو تو مجنون کو علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دیدے اور بعد اختتام سال اگر زوجہ پھر درخواست کرے اور شوہر کا مرض جنون ہنوز موجود ہو تو عورت کو اختیار دے دیا جاوے۔اس پر اگر عورت اسی مجلس تخییر میں فرقت طلب کرے تو قاضی تفریق کردے اور یہ تفریق قاضی نکاح کو بالکل رد کردینا ہے یعنی نکاح کالعدم متصور ہوگا جیسا کہ کتاب الآثار اور مبسوط سرخسی میں میں رد کا لفظ موجود ہے اور فتح القدیر وغیرہ میں فسخ کا لفظ موجود ہے۔

تفریق بالجنون کی شرائط:۔

جو شرائط اختیار زوجہ عنین کے لئے ہیں ان میں سے اکثر شرائط اختیار زوجہ مجنون کے لئے بھی ہے جن کا خلاصہ یہ ہے

(الف) نکاح سے پہلے عورت کو خاوند کے مجنون ہونے کا علم نہ ہو۔

(ب) نکاح کے بعد علم ہونے پر رضا کی تصریح نہ کی ہو۔

(ج) مہلت کا سال گزر جانے کے بعد دوبارہ درخواست پر قاضی عورت کو اختیار دینے کے بعد عورت اسی مجلس میں فرقت اختیار کر چکی ہو اگر مجلس برخاست ہوگئی۔یا عورت خود یا کسی کے اٹھانے سے کھڑی ہوگی تو اختیار نہ رہے گا وهذه الشروط الثلاثة وان لم تكن مصرحة فی کتبنا الا ان القواعد الكلية المصرحة فی المذهب تقتضيها فان امثال هذه الاختيارات تتقيد المجالس وبتصريح الرضا بعد العقد وظاهر عبارة العالمگيرية فی قول محمد يؤجله سنة كالعنة ثم يخير والله اعلم) وتبطل بالعلم قبل العقد و تصير كا لعنة ثم يخير المراة بعد الحول يؤ يده والله اعلم (الحيلة الناجزة ص ۵۵)

(د) زوجہ مجنون کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ جنون موجب للفسخ کا علم ہو جانے کے بعد اپنے اختیار سے عورت نے جماع یا دواعی جماع کا موقع نہ دیا ہو بخلاف (العنین فان المقصود فيه الاختبار والامتحان (وهذا الشرط ايضاً)غير مصرح فی کتبنا ولكنه مفاد القواعد عندنا و مصرح فی کتب المالكية.

(۵) زوجہ عنین کی طرح: زوجہ مجنون بھی اپنے خاوند سے علیحدہ ہونے میں خودمختیار نہیں بلکہ قضائے قاضی شرط ہے اور جس جگہ قاضی موجود نہ ہو وہاں شرعی پنچائیت قائم مقام قاضی کے ہوگی (الحیلۃ الناجزہ ص ۵۵) عورت کے لئے جنون میں نہ صرف بلکہ ان تمام عیوب جن کے ہوتے ہوئے تفریق کا مطالبہ کرنے کی شرعاً مجاز ہوسکتی ہے۔تفریق کی ایک اہم شرط یہ بھی ہے کہ خود عورت میں (جن میں دونوں مشترک ہوسکتے ہے) وہ عیب نہ ہوا گر عورت بھی اس میں مبتلا ہے تو پھر تفریق کا حکم نہیں کیا جاسکتا" کما فی شرح الصغیر وان کان مع ... بمثلہ. فقال اللحمی ان کانا من جنس واحد فان له القیام (شرح الصغیر ج ۲ صفحہ ۴۷۷)

جنون حادث بعد العقد کا حکم:۔

جو جنون عقد نکاح کے بعد پیدا ہو گیا اس کے متعلق امام محمدؒ سے کوئی تصریح تو نہیں لیکن مالکیہ کے مذہب میں اس کے متعلق یہ تصریح ہے کہ اگر نکاح کے بعد جنون ہو جائے تو عورت کو علیحدگی کا اختیار ہے" کما فی المدونۃ ص ۱۹۴ ج ۲) مگر ان کے نزدیک بھی یہ شرط ہے کہ جنون موجب للفسخ کا علم ہو جانے کے بعد زوجہ نے اپنے اختیار ورضامندی سے شوہر کو جماع یا دواعی جماع یعنی تقبیل لمس وغیرہ کا موقع نہ دیا ہو کیونکہ اگر اس نے ایسا کرلیا تو یہ عملی رضامندی ہوگئی جس کی وجہ سے اس کا اختیار ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ زبان سے رضا کی تصریح کردینا خیار کو ساقط کرتا ہے کما قال الخلیل فی مختصرہ الخیار ان لم یسبق العلم او لم یرضٰ اولم یتلذذ وحلف علیٰ نفیه ببرص وعذیطه وجذام الخ وقال شارحه العلامة الدردیر علیٰ قوله اولم یتلذذ بالعیب عالما به وأو بمعنی الواو اذ لا بد من انتفاء الامور الثلاثة اذ لو وجدت او بعضها لا نتفیٰ خیار امرأة المعترض (ای الذی لا یقدر علی الجماع) اذا علمت قبل العقد او بعده باعتراضه و مکنته من التلذذ بها فلها الخیار ص ۳۰۷ ج ۱ بحوالہ الحیلۃ الناجزہ ص ۵۷)

مجنون میں شرائط تفریق نہ ہونے کی صورت میں ایک گنجائش:۔

زوجہ مجنون کے فسخ نکاح کے لئے جو شرائط اوپر مذکور ہوئے ہیں اگر وہ شرائط کسی جگہ موجود نہ ہوں تو بنا بر جنون تفریق نہیں ہوسکتی لیکن اگر یہ مجنون کوئی ذریعہ آمدنی نہ رکھتا ہو اور زوجہ کے لئے اپنے نفقہ کی کوئی دوسری سبیل بھی نہیں تو ایسی صورت میں مفتی کے لئے عورت کے اضطرار کی پوری تحقیق ہو جانے اور چند علماء سے مشورہ لینے کے بعد اس فتویٰ کی گنجائش ہے کہ مذہب مالکیہ کی بناء پر عدم نفقہ کی وجہ سے قاضی یا اس کا قائم مقام ان دونوں میں تفریق کردے اور یہ تفریق طلاق رجعی کے حکم میں ہوگی" کماھو المصرح فی الروایة الثانیة من فتوىٰ العلامة محمد طیب من قوله بل لو کان حاضراً و عدمت النفقه الخ والروایة الاولیٰ والتصریح بکونه طلاقاً رجعیاً فی الروایة الرابعة عشر من فتوىٰ العلامة الصالح حیث قال ان کل طلاق اوقعه الـ ... ـم فهو بائن. الاطلاق المولیٰ والمعسر وسواء اوقعه الحاکم بالفعل او جماعة المسلمین أو امرها به انتهی"، لیکن اس میں کامل تدبر سے کام لے کر مذہب مالکیہ کی تمام شرائط کی پابندی ضروری ہے

جن میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ عدم نفقہ کی وجہ سے فسخ نکاح کا حکم اس وقت دیا جاسکتا ہے جب کہ نکاح سے پہلے اس کو خاوند کے فقیر و نادار ہونے کا علم نہ ہو ورنہ اگر ناداری کا علم ہوتے ہوئے عقد نکاح کیا گیا ہے تو بوجہ عدم نفقہ کے اس کو مطالبہ تفریق کا حق نہ ہوگا" کما صرح به فی مختصر الخلیل و شرحه للدردیر من ابواب النفقه ص ۸ ۱ ۴ ج ۱) ولفظه الیٰ أن علمت عند العقد فقره فلیس لها الفسخ ولو ایسر بعد ثم اعسر انتهیٰ (الحیلة الناجزه للحلیلة العاجزه ص ۵۸)

(نوٹ) غدیطه جذام : یہ عیوب مرد و عورت کے درمیان مشترک ہوسکتے ہیں۔ کہ مرد و عورت میں سے کسی کو بھی جماع کے وقت پائخانہ نکل آئے علامہ وردیر مالکی نے اس حکم میں اس کو بھی رکھا ہے جس کو پیشاب نکل آئے۔

حکم زوجہ غائب مفقود (شوہر کا لاپتہ ہونا)

جن شرائط کی بنیادوں پر زوجین کے درمیان تفریق کی جاسکتی ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ شوہر بالکل لاپتہ ہو جائے اس کی موت اور زندگی کی کوئی اطلاع ہی نہ ہو ایسے لاپتہ شخص کو مفقود الخبر کہا جاسکتا ہے۔ "کما فی التنویر هو غائب لم یدراحی هوفیتوقع ام میت اودع اللحد البلقع (تنویر الابصار علیٰ هامش ردالمحتار ص ۴۵۳ ج ۳) مفقود الخبر آدمی کی بیوی اگر محض شوہر کے عدم موجودگی اور غائب ہونے کہ وجہ سے نکاح توڑ دینے کا مطالبہ کرے تو قاضی اس مطالبہ سے چار سال انتظار کا حکم دے گا اور اس مدت میں بھی اگر وہ واپس نہیں آیا تو عدت کے بعد دوسرے نکاح کی اجازت دے گا۔ درخواست سے پہلے شوہر کے غائب ہونے کی جو مدت گزر چکی ہے اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اور بہر حال چار سال انتظار کرنا پڑے گا۔

مدت انتظار کی تحدید میں ائمہ کا اختلاف:۔

مفقود الخبر شخص کی بیوی کے سلسلے میں صحابہ کا عمل متعارض رہا ہے، سیدنا عمرؓ نے چار سال کی مہلت دے کر اس کا نکاح فسخ کر دیا تھا (المحلی ج ۱ اص ۱۳۴) جب کہ حضرت علیؓ ایسی عورت کو صبر کرنے کی تلقین کرتے ہیں یہاں تک کہ اس مرد کی موت کی اطلاع آجائے یا وہ آکر طلاق دے "کذا فی الهدایه ج ۲) امام ابو حنیفہؒ نے حضرت علیؓ کے عمل کو پیش نظر رکھ کر فرمایا کہ جب تک اطلاع یا قرینہ سے اندازہ نہ ہو جائے کہ مرد کا انتقال ہو گیا ہے اس وقت تک عورت کے لئے کسی اور سے نکاح درست نہ ہوگا۔ اور یہ اندازہ اس طرح ہو سکے گا کہ اس کے ہم عصر، ہم عمر، محلّہ کے دوسرے لوگوں کا انتقال ہو جائے جب کہ امام مالکؒ نے سیدنا عمرؓ کے فیصلہ پر عمل کیا۔

امام مالکؒ کے مذہب پر فیصلہ:۔

چونکہ ہمارے دور میں احناف کی رائے پر عمل کرنا مشکل ہے۔ اس لئے خود ہمارے علماء نے اس مسئلہ میں امام مالکؒ کی رائے پر عمل کرنے کا فتویٰ دیا ہے بقول مولانا عبدالحی الکھنویؒ "حضرت عمرؓ نے ایسا ہی فیصلہ فرمایا اور ان کو امام لینا کافی ہے" (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۳۷ علیٰ ھامش الخلاصہ)

چار سال کی مدت میں تخفیف کی گنجائش:۔

اگر عورت کا دعویٰ ہو کہ شوہر بھی لاپتہ ہے اور اس کے لئے شوہر کی طرف سے یا کسی اور راہ سے نفقہ اور ضروریات زندگی کی تکمیل کا کوئی سہارا بھی نہیں تو قاضی شرع فی الفور نکاح توڑنے کا حکم دے سکتا ہے (طلاق وفسخ نکاح کی شرعی حیثیت ص ۱۵) اور اگر نفقہ تو موجود ہے مگر عصمت وعفت کے تحفظ کے لئے وہ ضروری سمجھتی ہے۔ کہ اس لاپتہ شوہر سے نکاح توڑ دیا جائے، تو اس صورت میں قاضی شرع ایک سال کی مہلت دے گا، اس مدت میں بھی اگر مرد واپس نہ آیا تو اب نکاح توڑ دیا جائے گا۔ جیسا کہ الحیلة الناجزه للحیلة میں حضرت تھانویؒ (فائدہ) کے عنوان کے تحت ارقام فرماتے ہیں کہ زوجہ مفقود کے لئے چار سال کے مزید انتظار کا حکم اس صورت میں بالاتفاق ضروری ہے جب کہ عورت اتنی مدت صبر وتحمل اور عفت کے ساتھ گزار سکے لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو یعنی عورت اندیشہ ابتلاء ظاہر کرے اور اس نے ایک عرصہ دراز تک مفقود کا انتظار کرنے کے بعد مجبور ہو کر اس حالت میں درخواست دی جب کہ صبر سے عاجز ہوگئی۔ تو اس صورت میں بھی گنجائش ہے کہ مذہب مالکیہ کے موافق چار سال کی معیاد میں تخفیف کر دی جائے کیونکہ جب عورت کے ابتلاء کا شدید اندیشہ ہو تو ان کے نزدیک کم از کم ایک سال صبر کے بعد تفریق جائز ہے۔

یہ تفریق طلاق رجعی ہوگی اور اس صورت میں زوجہ مفقود کو بجائے عدت وفات کے عدت طلاق گزارنے ہوں گے (الحیلة الناجزة زیر عنوان) (حکم زوجہ مفقود ص ۷۹۔۸۰)۔

(۱) مفقود الخبر شوہر کی بیوی کا نکاح توڑنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے عورت گواہوں سے یہ بات ثابت کرے کہ واقعی اس شخص سے میرا نکاح ہوا تھا پھر یہ ثابت کرے کہ اتنے عرصے سے وہ اس طرح لاپتہ ہے کہ یہ بھی معلوم نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا اور اس کے اخراجات کے لئے کوئی ذریعہ بھی چھوڑ کر نہیں گیا ہے۔ چار سال کی مدت حاکم کی تفتیش اور ناامیدی کے بعد ہوگی۔

(۲) حاکم جو چار سال کی مدت انتظار کے لئے مقرر کرے گا اس کی ابتداء اس وقت سے لی جاوے گی جس وقت حاکم خود بھی تفتیش کر کے پتہ چلنے سے مایوس ہو جائے اور قاضی کی عدالت میں پہنچنے اور اس کی تفتیش سے قبل خواہ کتنی مدت گزر چکی ہو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔

زوجہ مفقود کے متعلق نفقہ کے انتظام نہ ہونے کی صورت میں ایک ماہ کی مہلت:۔

احسن الفتاویٰ میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ بعنوان: زوجہ مفقود سے متعلق ترمیم جو مشورہ کے بعد طے ہوئی) میں شوہر مفقود کی طرف سے عورت کے لئے نفقہ اور اور گذارہ کا کوئی انتظام نہ ہو نہ شوہر کے مال سے نہ کسی عزیز وقریب یا حکومت کے تکفیل سے اور خود بھی محنت ومزدوری پردہ اور عفت کے ساتھ کر کے اپنا گزارہ نہیں کر سکتی تو جب تک صبر کر سکے شوہر کا انتظار کرے جس کی مدت ایک ماہ سے کم نہ ہو اس کے بعد قاضی یا کسی مسلمان حاکم مجاز کی عدالت میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کریں۔ (احسن الفتاویٰ) حضرت مفتی

صاحب نے اس عنوان کی ابتداء میں اس مسئلے کے بارے میں حضرت تھانویؒ کا عبارت مصدرہ بعنوان فائدہ کا اپنا تحریر بحیثیت ترمیم ذکر فرمایا ہے جس کے آخر میں جید مفتیان کرام پاکستان کا دستخط بھی ثبت فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت فرماتے ہیں، ہم دستخط کنندگان ذیل کے نزدیک مناسب یہ ہے کہ ''حیلۃ ناجزہ ص ۶۱'' میں بعنوان (فائدہ) جو الفاظ لکھے گئے ہیں ان کو مندرجہ ذیل الفاظ میں تبدیل کر دیا جائے۔ چنانچہ اس اضافے ترمیم کا اہم حصہ جو ہمارے بحث کے متعلق تھا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ الحاصل: نفقہ کے انتظام نہ ہونے کی صورت میں عورت کو ایک ماہ تک مہلت دی جائے گی، فوراً تفریق کا حکم نہ دیا جائے مدت مذکورہ کے بعد تفریق حاکم شرعی یا جماعت المسلمین کے صالح ارکان سے کرایا جائے (ومثلہ فی امداد الاحکام ج ۲ صفحہ ۷۴۶)

تفریق کی شرط:۔

(۳) زوجہ مفقود کسی صورت میں اس کے نکاح سے خارج ہونے میں خود مختار نہیں بلکہ ہر حال میں قضائے قاضی شرط ہے'' کما هو مصرح فی الروایة العشرین''

قاضی شرعی نہ ہو تو اس کا قائم مقام کون ہو سکتا ہے؟

من الامام مالک: البتہ جن بلاد میں قاضی شرعی نہ ہو جیسا ہندوستان وغیرہ تو وہاں وہ حکام جو گورنمنٹ کی طرف سے اس قسم کے معاملات کے تصفیہ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اگر وہ مسلمان ہو اور فیصلہ شریعت کی موافق کریں تو ان کا فیصلہ بھی قضائے قاضی کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور اگر مسلمان موجود نہ ہو یا اس کے عدالت سے فیصلہ شریعت کے مطابق نہ ہوتا ہو تو پھر مذہب مالکیہ کے موافق دیندار مسلمانوں کی ایک جماعت پنچایت مقرر کر کے حسب بیان مذکور تحقیق کرے اور کامل تحقیق کے بعد فیصلے صادر کرے تو یہ فیصلہ قضاء قاضی کی حکم میں ہو گا، لیکن پنچایت کا ان شرائط کے موافق ہونا ضروری ہے جو آئندہ صفحات کے سطور میں تحریر کیا جائے گا انشاء اللہ (الحیلۃ الناجزہ ص ۶۵)

تفتیش مفقود اور اس کے مصارف:۔

قاضی پر یہ بھی ضروری ہے کہ صرف عورت اور اس کے اولیاء کی تفتیش اور ان کے بیان پر اکتفاء نہ کرے بلکہ خود بھی تلاش کرائے۔ اور تلاش کرنے کی صورت یہ ہے کہ قاضی و حاکم کو جہاں جہاں مفقود کے جانے کا گمان غالب ہو وہاں وہاں آدمی بھیجا جاوے۔

''كما في شرح الدردير من حين العجز عن خبره بالبحث عنه في الاماكن التي يظن ذهابه اليها من البلدان بأن يرسل الحاكم رسولا بكتاب الحاكم تلك الاماكن مشتمل علىٰ صفة الرجل وحرفته و نسبه ليفتش عنه فيها اه'' اور جس جگہ جانے کا گمان غالب نہ ہو صرف احتمال ہو وہاں اگر خط کافی سمجھے تو وہاں خطوط بھیج کر تحقیق کرے اور اگر اخبار میں شائع کر دینے سے خبر ملنے کی امید ہو تو یہ بھی کر لے اور تفتیش کے مصارف کی بابت فقہائے مالکیہ میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ عورت

کے ذمہ ہے۔اور بعض نے کہا بیت المال کے ذمہ اور بعض کے نزدیک تفصیل یہ ہے۔ کہ اگر زوجہ کے پاس مال ہو تو مصارف تفتیش اس کے ذمہ ہوں گے۔اور جس جگہ بیت المال نہ ہو، اگر ان مواقع میں حکومت مصارف برداشت کرے تو بہتر ہے ورنہ مسلمانوں سے چندہ کرلیا جائے (الحیلۃ الناجزہ ص ۶۴)

جماعت المسلمین کی تفریق کے لئے شرائط:۔

سطور سابقہ میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ زوجہ مفقود کے فسخ نکاح بشرائط مذکورہ کے لئے اگر کہیں حاکم مسلم موجود نہ ہو یا وہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرتا ہو تو یہ جماعۃ المسلمین پنچایت بطریق مذکور فسخ نکاح کا فیصلہ کرسکتی ہے مگر اس کے لئے درج ذیل شرائط ہیں۔

(۱) جماعت کے ارکان کم از کم تین ہوں۔ (۲) سب ارکان عادل یعنی پکے دیندار ہوں۔

(۳) سب ارکان یا کم از کم ایک رکن ایسا عالم ہو جو شہادت وقضاء کے احکام شرعیہ میں ماہر ہو۔

(۴) فسخ نکاح کا فیصلہ سب ارکان اتفاق ورائے سے کریں۔

(۵) شوہر کی تلاش کے وقت مصارف خود برداشت کرے اگر وہ عاجز ہو تو حکومت برداشت کرے (احسن الفتاویٰ ج ۵/ص ۴۲۰)

(ومثلہ فی الحیلۃ الناجزہ ص ۴۰، ۴۱، ۴۲) چونکہ مسئلہ پنچائیت اور اس کے شرائط کا اعتبار مالکیہ سے لیا گیا ہے اس واسطے ان شرائط کا اعتبار از حد ضروری ہوگا نیز اس مسئلے میں یہ امر بھی قابل لحاظ رہے کہ اگر کسی جگہ مالکی قاضی بھی ہو یا جہاں قاضی نہ ہو اگر وہاں مالکی لوگوں کی پنچائیت ہو تو حنفی قاضی اور حنفی پنچائیت کی طرف رجوع نہ کیا جاوے اور اگر کوئی رجوع کریں تو ان کو مالکی مذہب پر فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ مالکی قاضی یا مالکی پنچائیت میں معاملہ بھیج دیا جاوے۔(منھیہ الحیلۃ الناجزہ ص ۳۵)

غائب غیر مفقود سے فسخ نکاح:۔

غائب غیر مفقود ایسے شوہر کو کہتے ہیں جو بالکل لا پتہ تو نہ ہو مگر کسی دوسری جگہ رہتا ہو نہ بیوی کے پاس آمد ورفت کرتا ہو نہ اس کی ضرورت کو پوری کرتا ہو اور نہ خرچ بھیجتا ہو ایسے شوہر کی طرف سے چونکہ عورت ظلم وضرر کا شکار ہے نفقہ سے محروم ہے اور گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے قاضی شرع معاملہ کی تحقیق کے بعد عورت کی درخواست پر شوہر سے اس کی علیحدگی کا فیصلہ کرسکتے ہیں اس سلسلہ میں احکام کی تفصیل یہ ہے۔ کہ عورت اس مرد سے اپنا نکاح ثابت کرے پھر یہ کہ وہ نفقہ دے کر نہیں گیا ہے نہ اس کا کوئی نظم کر کے گیا ہے نہ نفقہ بھیجتا ہے۔نہ خود اس عورت نے نفقہ معاف کیا تھا۔اور یہ کہ شرعاً شوہر کے ذمہ اس کا نفقہ واجب ہے اور وہ اس کا مستحق ہے یہ باتیں جب کے نزدیک پایہ ثبوت کو پہنچ جائیں تو وہ کسی ''مستند ذریعہ'' سے اس شخص کے پاس پیغام بھیجے کہ یا تو وہ بیوی کے حقوق ادا

کرے یا طلاق دے دے ورنہ پھر ہم خود تفریق کردیں گے۔اب اگر مرد عورت کا دعویٰ غلط ثابت کردے تو نکاح نہ توڑا جائے گا یا حقوق کی ادائیگی پر آمادہ ہو جائے تو قاضی مناسب مہلت دے گا جس سے مرد کے رویہ کا اندازہ ہو سکے اور اگر وہ جواب سے اعراض کرے یا اپنی روش بدلنے سے انکار کردے تو اب قاضی خود علیحدگی کردے گا (طلاق و فسخ نکاح کا شرعی حیثیت ص ٦٦)

نوٹ: قاضی اپنے صوابدید کے مطابق اس صورت میں بھی شوہر کو حقوق زوجیت (نفقہ وغیرہ) ادا کرنے کے لئے جو مدت مناسب سمجھے اس سے کچھ زیادہ دن کی مہلت دینے کے بعد عورت کی مطالبہ پر تفریق کردے اور یہ تفریق طلاق بھی قرار پائے گی۔'' کما فی الحیلة الناجزہ و مثل المفقود من علم موضعه و شکت زوجته عدم النفقةیرسل الیه الحاکم اما ان تحضر او ترسل النفقة أو تطلقها و الا طلقها الحاکم بل لو کا ن حاضر ا أو عدمت النفقة (فتویٰ علامه سعید ابن صدیق العلا ئی مالکی از مدینه منوره بحواله الحیلة الناجزه ص 111)

خیار بلوغ کے بناء پر فسخ نکاح:۔

اگر کسی نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر اب وجد نے کردیا تو اس صورت میں فسخ نکاح کے لئے قاضی شرط ہے مسلمان جج یا ڈپٹی مجسٹریٹ بھی قاضی کے حکم میں ہے۔اگرچہ وہ فاسق ہی ہوں۔نیز دیندار مسلمانوں کی پنچایت جس میں کوئی معاملہ فہم عالم بھی شریک ہوں وہ بھی قاضی کے حکم میں ہیں۔اگر قاضی یا پنچایت نابالغہ لڑکی کے اظہار نفرت یا مطالبہ فسخ کے بعد نکاح کو فسخ کردے تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔خیار بلوغ کے بناء پر فسخ نکاح تین شرطوں پر موقوف ہے۔

(۱) لڑکی کے باپ یا دادا نے یہ نکاح نہ کیا ہو۔

(۲) بالغ ہوتے ہی فوراً لڑکی نے نکاح فسخ کرنے کو کہہ دیا ہو۔

(۳) کسی قاضی کی عدالت میں یا جس جگہ قاضی نہ ہو کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں اگرچہ وہ انگریزی حکومت کا ماتحت ہو۔

مقدمہ دائر کر کے یہ نکاح کو فسخ کرائے جب یہ تینوں شرائط پائی جائیں تو نکاح اول فسخ ہو جائے گا اور پھر جہاں چاہے نکاح ثانی کرسکتی ہے۔(امداد المفتین ج۲/ص ٦٦٨)'' قال فی الدر وان کان المزوج غیر هما ای غیر الاب وابیه لا یصح النکاح من غیر کفوا و بغبن فاحش اصلا و ان کان بکفوو المثل صح ولکن لهما ای الصغیرة والصغیر خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده" (الدر المختار ص ۳۳۱ ج ۲ علیٰ هامش ردالمحتار)

خیار بلوغ میں شرائط کی تفصیل:۔

باپ دادا کے کئے ہوئے نکاح کا لازم ہونا اور اس کے شرائط: باپ دادا اگر غیر کفو میں اور غبن فاحش پر نکاح کر دیں تو اس کے صحیح ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں۔(۱) اول یہ کہ وہ شخص نکاح کرنے کے وقت ہوش وحواس سالم رکھتا ہو پس اگر نشہ کی حالت میں ایسا کیا تو نکاح بالکل باطل ہے۔(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ معروف بسئو الا ختیار نہ ہو یعنی اس کے قبل کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوا ہو جس کی بناء پر عموماً خیال ہو جائے کہ یہ شخص معاملات میں لالچ وغیرہ کی وجہ سے مصلحت اور انجام بینی کو مدنظر نہیں رکھتا۔ اگر ایسی صورت حال میں صغیر وصغیرہ کا نکاح کر دیا تو وہ نکاح باطل ہے۔ اور جو شخص فاسق ہو (یعنی بے باک اور بے غیرت) وہ بھی سئی الاختیار کے حکم میں ہے ''کما فی باب الولی من الدر المختار مع الشامی ج ۲ صفحہ ۴۸۴) بحوالہ الحیلۃ الناجزہ ص ۹۴)

خیار بلوغ باقی رہنے کی شرط:۔

جو لڑکی بالغ ہونے پر نکاح تڑوانا چاہتی ہے۔ اگر وہ باکرہ ہو تو اس کو اختیار فسخ حاصل ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جس وقت آثار بلوغ ظاہر ہو اسی وقت فوراً بلا تاخیر کے زبان سے یہ کہہ دے کہ میں اس نکاح پر راضی نہیں ہوں چاہے۔ اس وقت کوئی اس کے پاس ہو یا نہ ہو ہر حال میں فوراً زبان سے کہنا شرط ہے۔ البتہ اگر کھانسی یا چھینک وغیرہ کی وجہ سے فوراً بدلنے کی قدرت نہ ہوئی یا کسی نے جبراً منہ بند کر دیا ہو تو اس مجبوری کی وجہ سے جو تاخیر ہو جائے اس کی باعث خیار فسخ باطل نہیں ہوتا اسی طرح اگر غلط بیان کر کے فسخ کرا لیگی تو سخت گناہ گار ہوگی لیکن فسخ نکاح کا فیصلہ نافذ ہوگا'' ولکن ان احتالت للفسخ ینفذاالقضاء ظاهر او باطنا عند الامام رحمة الله تعالیٰ نیز باکرہ کو اس کی بھی ضرورت ہے کہ زبان سے کہنے پر کم از کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنا لے تاکہ قاضی وغیرہ کے پاس معاملہ پیش ہونے پر کام آویں۔

نوٹ: گواہ بنانے کی تفصیل معتبرات فقہ میں نہایت بسط وتفصیل کے ساتھ موجود ہے بوقت ضرورت وہاں مراجعت کر لیجئے۔

(الحیلۃ الناجزہ ص ۹۴)

خیار عتق کا حکم:۔

باندی اور غلام دونوں کا نکاح ہو پھر باندی کو پہلے آزاد کر دیا جائے تو حنفیہ کے نزدیک حدیث بریرہ کی وجہ سے باندی کو خیار عتق حاصل ہوگا اسی طرح اگر شوہر آزاد بھی ہو تو حنفیہ کے نزدیک باندی کو خیار عتق حاصل ہوگا۔ کیونکہ آقا نے جو نکاح کیا ہے یہ غلامی کی حالت میں تھا اور اب باندی آزاد ہے آزادی کی صورت میں اس کو حق آزادی حاصل ہے تو فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ (ھدایہ ص ۲۴۳)

زوجۂ متعنت کا حکم:۔

متعنت اس شخص کو کہتے ہیں جو باوجود قدرت کے بیوی کے حقوق نان ونفقہ وغیرہ ادا نہ کرے اس کا حکم بھی بوقت ضرورت شدیدہ ستم رسیدہ مستورات کی رہائی کے لئے فسخ نکاح ہے اور صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت المسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعے سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس سے کہا جائے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کر دیا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کر دے۔اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت باتفاق مالکیہ ضروری نہیں۔(امداد المفتین ص ۶۷۹)

زوجہ متعنت کے لئے تفریق کی شرائط:۔

زوجہ متعنت کو اول تو لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کرے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ اس کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے۔اور سخت مجبوری کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ عورت کے خرچ کا کوئی انتظام نہ ہو سکے یعنی نہ تو کوئی شخص عورت کے خرچ کا بندوبست کرتا ہو اور نہ خود عورت حفظ وابرو کے ساتھ معاش پر قدرت رکھتی ہو۔اور دوسری صورت مجبوری کی یہ ہے کہ اگر چہ بسہولت یا بدقت خرچ کا انتظام ہو سکتا ہے لیکن شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلاء معیصت کا قوی اندیشہ ہو۔(حیلہ ناجزہ ص ۷۳)

متعنت اپنے ظلم سے باز آجائے تو کیا حکم ہے:۔

متعنت اگر اپنی حرکت سے اس وقت بعض آجائے جب کہ حاکم اس کے زوجہ پر طلاق واقع کر چکے ہو اور عدت بھی گزر چکی تو اب اس کا کوئی اختیار زوجہ پر نہیں رہتا کیونکہ عدت گزرنے کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا گو طلاق رجعی ہی ہو البتہ طرفین سے نکاح ہو سکتا ہے اور اگر انقضائے عدت سے پہلے پہلے اپنی حرکت سے باز آجائے اور نفقہ دینے پر آمادہ ہو جائے تو اس بارے میں مالکیہ کے مذہب میں صریح روایت نہیں اس لئے ارباب فتویٰ کے نزدیک دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اس تفریق کو طلاق رجعی قرار دی جائے۔اور عدت کے اندر اندر رجعت کو صحیح کہا جاوے دوسرا یہ کہ طلاق بائنہ قرار دی جاوے اور رجعت کا حق خاوند کو نہ دیا جاوے لیکن علامہ صالح نے احتمال اول کو اقرب لکھا ہے اور ہم کو بھی علامہ صالح کے رائے اور ان کے فتویٰ میں غور کرنے کے بعد یہ رائے درست معلوم ہوتی ہے اس واسطے ہمارے نزدیک فتویٰ بھی یہی ہے۔کہ عدت کے اندر اندر تعنت سے باز آجانے کی صورت میں عورت کو اسی کے پاس رہنا پڑے گا خواہ وہ عورت راضی ہو یا نہ ہو کیونکہ رجعت میں عورت کی رضامندی ضروری نہیں مگر احتیاطاً تجدید نکاح ہو جائے تو بہتر ہے۔واللہ علم بالصواب (الحیلۃ الناجزہ ص ۷۳،۷۴،۷۷) جب رجعت صحیح ہوگی تو عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا حرام ہے اور اسی مرد کے پاس رہنا ضروری ہے اس

لئے عورت کو بھی لازم ہے کہ تجدید نکاح کرلے لیکن اگر عورت اپنی بے وقوفی سے تجدید نکاح نہ کریں تو مرد کو جائز ہے کہ بدون تجدید کے بھی رکھ لیں، (الحیلۃ الناجزہ ص ۷۴)

مرداور جنسی عمل سے پرہیز:۔

نکاح کا مقصد کھانے پینے کی ضروریات کی تکمیل نہیں ہے بلکہ اس کا ایک اہم مقصد اپنے آپ کو دوسرے کی اس جنسی خواہش کو پورا کرنا ہے جو ہر صحت مند آدمی کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے انسانی نسل کی افزائش اور زوجین کی عصمت وعفت کا تحفظ ہو سکے اس تقاضائے فطرت کی تکمیل کے لئے کتنی مدت پر عورت سے جنسی ملاپ ضروری ہے۔ اس کے لئے قوت، ماحول، غذا، جغرافیائی حالات وغیرہ کے اعتبار سے یہ مدت مختلف ہوسکتی ہے اور ہوا کرتی ہے۔ البتہ شریعت کے بعض احکام سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے۔ اور یہ کہ شریعت میں ایلاء کے وجہ سے زیادہ سے زیادہ اس کی کیا مدت ہونی چاہیے۔ کہ عام حالات میں زیادہ سے زیادہ اس کی کیا مدت ہونی چاہیئے اور یہ کہ شریعت میں ایلاء کی وجہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ایلاء یہ ہے کہ مرد کم از کم چار ماہ بیوی سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھالے اس طرح گویا جنسی ملاپ میں چار ماہ سے زیادہ فصل نہیں ہونا چاہیئے۔

چنانچہ شیخ عبدالرحمٰن الجزیری ایلاء کی گناہ ہونے کی حکمت ان الفاظ میں تحریر فرمایا ہے۔ **قولہ: و من ھٰذا یتضح ان الایلاء حرام لما فیہ من ضرار بالمرأۃ بالھجروترک ما ھو ضروری لازم للطبائع البشریۃو ایجاد النوع الانسانی و حرما نھا من لذۃ او دعھا اللہ فیھا (الفقہ علیٰ المذاھب الاربعۃ ج ۴ صفحہ ۴۷۴)**

البتہ اگر شوہر ظلماً کسی معقول وجہ کے بغیر عورت سے مباشرت نہ کرے اور اس کے داعیات نفس کی رعایت نہ ہو تو وہ قاضی شرع کے پاس ظلم کے سد باب کے لئے درخواست کرسکتی ہے۔ اور معاملہ کی تحقیق کے بعد اگر قاضی اس نتیجہ پر پہنچے کہ زوجین میں علیحدگی کردینی چاہیئے تو وہ ایسا کرسکتا ہے۔ (طلاق وفسخ نکاح کی شرعی حیثیت ص ۶۹)

(فائدہ) ہم بستری اور جنسی تعلقات کے باب میں امام ابوحنیفہؒ کی مشہور رائے یہ ہے کہ اگر مرد ایک دفعہ بھی عورت سے مباشرت کرلے تو اس نے اپنا قانونی حق ادا کردیا اب عورت اس سے مزید مباشرت کا مطالبہ نہیں کرسکتی، البتہ عورت کا یہ اخلاقی حق ہے کہ اس کے بعد بھی اس کی فطری خواہشات کی تکمیل کی جائے لیکن علامہ ابن نجیم مصریؒ کے حسب روایت فقہاء احناف کی ایک جماعت کے نزدیک عورت کا محض یہ اخلاقی نہیں بلکہ قانون حق ہے (ردالمحتار ج ۲ ص ۴۳۲) اور مختلف وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی رائے زیادہ صحیح ہے۔ (اول) اس لئے کہ شریعت نے ایلاء کو علیحدگی کا سبب بتایا ہے۔ جس میں مرد چار ماہ عورت سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی عذر کے بغیر کم از کم چار ماہ میں سے ایک بار بیوی سے ملنا اس کا حق ہے (دوم) یہ کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کر

بیٹھے بیوی سے کہہ دے "تو میرے لئے ماں کی طرح ہے" تو اب اس وقت تک مرد کے لئے اس سے مباشرت جائز نہ ہوگی جب تک کہ کفارہ ادا نہ کرے یہاں فقہاء کہتے ہیں کہ ظہار کرنے والے کو قاضی قید اور مار پیٹ کے ذریعہ اس پر مجبور کرے گا کہ کفارہ ادا کردے تا کہ اس کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنے کی گنجائش پیدا ہو یا پھر طلاق دے دے "حوالہ سابق" یہ گویا عورت کے حقوق سے محروم نہ ہونے کے لئے قانونی مداخلت ہے۔ تیسرے نکاح کا مقصد عصمت و عفت اور توالد و تناسل ہے اور یہ موقوف ہے جنسی خواہشات کی تکمیل پر اب ظاہر ہے کہ اس اہم معاملہ کو شریعت صرف اخلاقی اپیل پر کیونکر موقوف رکھ سکتی ہے (طلاق و فسخ کی شرعی حیثیت ص۱۰ حاشیہ نمبر۱۱ ص۶۸ تا ۷۰)

حکم زوجہ معسر و تنگدست اور افلاس کی وجہ سے فسخ نکاح:۔

تمہید: نکاح کی وجہ سے مرد و عورت کے ایک دوسرے پر جو حقوق واجب ہوتے ہیں ان میں اہم ترین حق بیوی کا نفقہ ہے جو تین چیزوں کو شامل ہے خوراک، پوشاک، اور مکان۔ قرآن مجید نے مختلف مواقع پر اس کی تصریح کردی ہے **وعلى المولود له رزقهن وكسوتهن بالمعروف (البقره ۲۳۳)** شوہر کے ذمہ بیویوں کا کھانا اور کپڑا ہے معروف طریقہ پر **ولينفق ذوسعة من سعته ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما اتاه الله (الطلاق)** اور اہل کشائش کو چاہئے کہ اپنی کشائش کے مطابق خرچ کریں اور جن پر روزی تنگ ہو ان کو بھی چاہئے کہ اللہ کی عطاء کے مطابق نفقہ دیں۔ اس مسئلہ میں عام فقہاء جن میں امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بھی شامل ہیں۔ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس کی وجہ سے بیوی کو فسخ نکاح کی اجازت نہیں دیتے (کذا فی رحمۃ الامۃ ص ۳۲۰، المحلی ج ۱۰)

احناف کے دلائل:۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "**فلينفق ذوسعة من سعته ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما اتاه الله لا يكلف الله نفساً الا ما اتاها** (الطلاق) خوش حال کو چاہیئے کہ اپنی خوشحالی کے مطابق خرچ کرے اور جو تنگ دست ہو اس کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عطا کیا ہے اس کے مطابق خرچ کرے اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے مطابق ذمہ داری سونپتا ہے۔ جو اس کو دیتا ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وسعت و کشائش کے مطابق ہی مرد پر اللہ کی دی ہوئی روزی میں سے نفقہ واجب ہے اور اسی کا وہ مکلف ہے اسی طرح اگر کوئی مفلس اور بالکل ہی تنگ دست ہے تو اس پر نفقہ ہی واجب نہیں اس لئے اس صورت میں اس کا نفقہ نہ ادا کرنا کوئی جرم قرار نہیں دیا جاسکتا

جمہور کے دلائل:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "**ولا تضاروهن فامسكوهن بمعروف اوسرحوهن بمعروف**" (عورتوں کو تکلیف میں مبتلا نہ رکھو یا تو بھلے طریقے پر رکھو یا خوش اسلوبی کے ساتھ چھوڑ دو) اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کو کسی قسم کا ضرر پہنچانا جائز نہیں جس میں نفقہ سے محروم رکھنا بھی داخل ہے۔ اور ایسی صورت میں یا تو امساک بالمعروف کرنا چاہئے کہ اس کے حقوق ادا کرتے ہوئے اس کو رکھا جائے یا

تسریح بالاحسان یعنی خلاص کردی جائے۔لہٰذا جب وہ امساک بالمعروف پر قادر نہیں ہے تو تسریح بالاحسان اس پر واجب ہے اور وہ اس پر امادہ نہیں ہے تو قاضی اس کی طرف سے طلاق دے دے گا (۲) دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے حضورﷺ کا اس شخص کے حق میں جو بیوی کو نفقہ ادا نہ کر سکے فرمان نقل کیا ہے کہ "یفرق بینھما" دونوں کے درمیان تفریق کردی جائے گی۔

موجودہ حالات کے تقاضے:۔

دلائل سے قطع نظر فقہاء احناف رحمہم اللہ نے ایسی عورتوں کے لئے جو متبادل اور حل پیش کیا ہے کہ یہ عورت شوہر پر استدانت کریں یعنی قرضہ لے۔موجودہ حالات میں وہ قریب قریب نا قابل عمل ہے جہاں اسلامی حکومت ہو عدل وانصاف کا کم مدتی اور سہل نظام موجود ہو اسلامی بیت المال ہو جس کا ایک مستقل مد مقروضوں کی اعانت اور ان کے قرضوں کی ادائیگی میں مدد اور محتاجوں کے لئے سرکاری خزانے سے کفالت کی گنجائش ہو پھر اسلامی حکومت یا شریعت کے نفاذ کی وجہ سے اخلاقی برائیاں اور اس کے محرکات کم سے کم ہوں وہاں اگر عورت کو شوہر کے نام پر قرض لینے کو کہا جائے تو یہ قابل عمل بھی ہے اور قابل فہم بھی۔لیکن جہاں نہ اسلامی حکومت ہے نہ اسلامی بیت المال پیسوں اور روپیوں میں انسانی عصمت وعفت کا برسرعام سودا ہوا کرتا ہے سود کی لعنت نے قرضہ حسنہ کے بجائے پیسوں سے پیسے حاصل کرنے کی ہوس پیدا کر رکھی ہے۔مقروض کے لئے تعاون کی مد نہ ہو اور نہ بے سہاروں کی کفالت کا انتظام اور عدالت سے انصاف حاصل کرنے کیلئے نہ صرف زرکثیر بلکہ "صبر ایوب" بھی مطلوب ہو وہاں بھی اگر عورتوں کا نکاح ان کے مطالبہ کے باوجود شوہر سے فسخ نہ کیا جائے تو یہ اس کی جان کے لئے بھی مہلک ہے اور اس کی عصمت وعفت کے لئے بھی خطرہ (جدید فقہی مسائل ص ۱۱۸،۱۱۹)

تفریق کا طریقہ کار:۔

سب سے پہلے عورت ایسی صورت میں شوہر کو خلع پر راضی کرنے کی کوشش کرے اگر وہ راضی نہ ہو اور عورت کو سخت مجبوری ہو یعنی عورت خود بھی کسب معاش کی صورت اختیار نہیں کر سکتی اور کوئی دوسرا شخص بھی اس کے مصارف کا کفیل نہیں بنتا تو اس قسم ضرورت شدیدہ میں مذہب مالکی کے مطابق تفریق کی گنجائش ہے اس کی صورت یہ ہے کہ عورت قاضی کی عدالت میں درخواست پیش کرے قاضی کے نزدیک شرعی شہادت کی بناء پر اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہوا تو قاضی شوہر کو ایک ماہ کی مہلت دے اگر اس مدت میں شوہر نفقہ پر قادر نہ ہوا تو عورت کی طلب کرنے پر قاضی تفریق کردے یہ تفریق طلاق رجعی ہوگی اور اگر عدت کے اندر شوہر نفقہ پر قادر ہو گیا تو وہ رجوع کر سکتا ہے

مہلت کی مدت کی شرط:۔

فتاویٰ مالکیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ معسر کو ایک ماہ کی مہلت دینا صحت قضاء کے لئے شرط نہیں البتہ شرط یہ ہے کہ بیوی کو بوقت عقد شوہر کے اعسار کا علم نہ ہو۔یا بوقت عقد کسی کی کفالت نفقہ کی بناء پر کر لیا ہو اور بعد میں وہ کفالت باقی نہ رہی ہو اگر عورت کو بوقت عقد شوہر

کی ناداری کا علم تھا اور کوئی نفقہ کا کفیل بھی نہ تھا تو اب اسے خیار تفریق نہیں (احسن الفتاوی ج ۵ ص ۴۱۳) اوپر یہ مذکور ہوا کہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور اکثر صحابہ و تابعین و جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ عورت اس صورت میں تفریق کا مطالبہ کرسکتی ہے اور قاضی شرع اس بنیاد پر اس کا نکاح فسخ کردے گا چنانچہ فقہاء احناف نے بھی اس کے لئے ضرورتاً یہ تدبیر نکالی ہے کہ حنفی قاضی کسی شافعی کو اپنا نائب مقرر کرے اور وہ ان معاملات میں اپنے مسلک کے مطابق نکاح فسخ کردے مگر ہر جگہ ایسے شافعی المسلک عالم کا ملنا دشوار تھا۔ اس لئے ایک جلیل القدر فقیہ ابوحفص استروشی نے یہ راہ نکالی کہ حنفی مجتھد قاضی اگر اس بناء پر فسخ نکاح کو درست سمجھتا ہو تو خود ہی زوجین میں تفریق کر دے (عمدة الرعاية علىٰ شرح الوقاية للعلامة الكهنوى) لیکن اس زمانہ میں شافعی قاضی کا تلاش مجتھد قاضی کی تلاش سے آسان ہے اس لئے موجودہ زمانے میں قاضی حنفی عورت کو ضرر پہنچانے اور نکاح کے مصلحتوں اور مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرات شوافع اور مالکیہ کے مسلک کے مطابق نکاح کو فسخ کردے اور حق یہ ہے کہ اس صورت کے سوا اور کوئی صورت ہمارے زمانے میں قابل عمل نہیں۔ (طلاق و فسخ نکاح کی شرعی حیثیت ص ۶۵)

خیار کفائت کی بناء پر فسخ نکاح:۔

کفائت کی تعریف:۔ کفایت کی معنی برابری کے ہیں. "كافاه او ساواه" دربار رسالت کے مشہور شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ کا ایک مصرعہ ہے "وروح القدس ليس له كفاء" قرآن مجید میں بھی "کفوء" اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، ارشاد ہے "و لم يكن له كفوا احد" لیکن فقہاء کے یہاں "کفائت" ایک خاص اصطلاح ہے جس کا مفہوم ہے، "مساوات الرجل للمرأة او كون المرأة ادنى" مرد عورت کے برابر کا ہو یا اس سے فائق ہو۔ ردالمختار ج ۲ صفحہ ۲۱۷) اور مقصود یہ ہے کہ جس سے رشتہ کیا جارہا ہو وہ ایسا نہ ہو کہ خود لڑکی اس کے اقرباء اور اولیاء کے لئے اس سے رشتہ باعث ننگ ہو کہ یہ بات عام طور پر مستقبل میں تعلقات کے ناپائیداری اور ناسازی کا موجب بن سکتی ہے "كما فى ارشاد السارى و يشتمل علىٰ اغراض و مقاصد كالازدواج والصحبة والانفة وتأسيس القرابات ولا ينتظم ذالك الابين الاكفاء (ارشاد السارى علىٰ البخارى)(ج ۸ صفحه ۱۹)

فقہاء نے نکاح میں پائیداری اور استحکام پیدا کرنے کی غرض سے اس کی رعایت بھی دی ہے کہ مرد خاندان، اخلاق، مال اور تہذیب و شائستگی کے لحاظ سے عورت کا ہمسر ہو اس سے کمتر نہ ہو اس لئے اگر مرد عورت سے کمتر ہو تو اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ عورت احساس برتری کا شکار ہو جائے اور شوہر کے ساتھ تعلقات خوشگوار نہ رہ سکیں اسی برابری اور ہمسری کی رعایت کو "کفایت کہا جاتا ہے بالغہ عورت کا نکاح بااجازت ولی کسی ایسے شخص سے ہوا کہ جس کی کفائت کا حال معلوم نہ تھا لیکن بوقت نکاح کفائت کی شرط کرلی تھی یا صراحۃً تو شرط نہ کی تھی مگر خاوند کی طرف سے کفو ہونا ظاہر کیا گیا تھا اور اس پر اعتماد کر کے نکاح کر دیا ہو پھر خلاف ظاہر ہوا اور ثابت ہوا کہ کفو نہیں

ہے حکم اس صورت کا یہ ہے کہ عورت کو بھی خیار فسخ حاصل ہوگا۔ اور اس کے ولی کو بھی اور یہ اختیار سکوت سے باطل ہو جاوے گا۔ اگر فوراً کہہ دیا جاوے مجھے اس سے نکاح رکھنا منظور نہیں تو اختیار باقی رہے گا اور بذریعہ حاکم مسلم فسخ کرا سکے گی یہ حکم باکرہ لڑکی کا ہے اور اگر یہ شبہ ہو تو اس کے سکوت سے اختیار باطل نہیں ہوتا بلکہ جب تک صراحتاً یا دلالۃً رضا نہ پائی جائے اس وقت تک اختیار باقی رہے گا اور یہی حکم ولی کا ہے کہ وہ صراحتاً یا دلالۃً رضا ظاہر کر دے دلالۃً جیسے مہر پر قبضہ کر لینا۔" **ولو زوجوها برضاها ولم يعلموا بعدم الكفاءة ثم علموا الاخيار لاحد الا اذا شرطوا الكفاءة اواخبرهم بها وقت العقد فزوجوها على ذلک ثم ظهر انه غير كفوء كان لهم خيارولو الجية (الدر المختار ص ۳۴۵ ج ۲ على هامش ردالمحتار)**

خیار کفائت کی دوسری صورت کا حکم:۔

یہ کہ نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح اس کے والد یا دادا نے ایسے شخص سے کیا جس کو اس کے بیان کی بناء پر کفو سمجھا گیا تھا یا کفو ہونے کی شرط کر لی تھی مگر بعد میں معلوم ہوا کہ غیر کفو ہے تو اس صورت میں یہ تفصیل ہے کہ بالغ ہونے سے پیشتر تو صرف باپ دادا کو اختیار ہے اگر اس نے فسخ کرا دیا تو فسخ ہو جاوے گا۔ اور اگر حقیقت ظاہر ہونے کے بعد بھی نکاح کو منظور رکھا تو لازم ہو جائے گا۔ اور اگر باپ دادا نے سکوت کیا تو صرف اس سکوت سے اختیار باطل نہ ہوگا بلکہ باپ دادا کو بھی اختیار رہے گا اور بالغ ہونے پر لڑکی، لڑکے کو بھی اختیار حاصل ہو جائے گا۔ اسلئے کہ بالغ ہونے کے بعد نکاح لازم ہونے کے واسطے دونوں کی رضامندی شرط ہے۔ باپ دادا کی بھی اور لڑکے اور لڑکی کی بھی پس بلوغ کے بعد لڑکے یا لڑکی اور باپ دادا میں سے ایک بھی چاہے تو نکاح فسخ ہو سکتا ہے اگر چہ دوسرا بقائے نکاح پر رضامند ہو جاوے۔ **رجل زوج ابنة الصغيرة من رجل ذكر انه لا يشرب المسكر فوجده شريبا مدمنا فبلغت الصغيرة و قالت لا ارضى قال الفقيه ابو جعفرؒ ان لم يكن اب البنت يشرب المسكر و كان غالب اهل بيته الصلاح فالنكاح باطل لان والد الصغيرة لم يرض بعدم الكفاءة و انما زوجها منه على ظن انه كفوا** (فتاوی قاضی خان ص ۱۲۴)

خیار کفائت کی تیسری صورت:۔

(ج) باپ دادا کے علاوہ دوسرا ولی نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح ایسی جگہ کر دے جو معاشرت میں اس کے مساوی نہ ہو۔

(د) باپ دادا اپنی بے غیرتی، لاپرواہی یا لالچ وغیرہ کی وجہ سے نابالغ اولاد کے مصالح اور اس کی بھلائی کو پیش نظر رکھے بغیر اور یا نشہ کی حالت میں اس کا نکاح ایسی جگہ کر دے جو اس کے ہم پلہ نہ ہو ان دونوں صورتوں میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا باپ یا دادا نابالغ اولاد کا نکاح کفائت کی شرط پر یا کفائت کے بارے میں فریق قاضی کے بیان پر اعتماد کر کے اس کے ساتھ کر دیں پھر اس کے خلاف ظاہر ہو تو باپ دادا کو عدم کفائت کی بنیاد پر قاضی کے ذریعے تفریق کا حق حاصل ہوگا بلکہ اولاد جس کا نکاح باپ دادا نے کیا ہے اگر بالغ ہو چکی ہے

اوراس کے بلوغ سے پہلے باپ دادنے عدم کفائت ظاہر ہونے کے بعد اس نکاح پر رضامندی ظاہر نہیں کی تو اولاد کو بھی عدم کفائت کی بنیاد پر قاضی کے ذریعہ حق تفریق حاصل ہوگا۔(اسلام کے عائلی قوانین ص ۱۸۹،۱۹۰)

نوٹ:۔عدم کفائت کی بنیاد پر تفریق کا حق اس وقت تک رہے گا جب تک اس سے ولادت نہ ہوئی ہو یا حمل ظاہر نہ ہوا ہو (کما فی الدر المحتار فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا) رضاولی ....(وله ای للولی (اذا کان عصبة)الاعتراض فی غیر الکفو)فیفسخه القاضی ویجددالنکاح (مالم) یکن سکتت حتی تلد منها لئلایضیع الولد و ینبغی الحاق الحبل الظاهر (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار باب الولیٰ) بحوالہ اسلام کے عائلی قوانین ص ۱۹۱/ص ۴۰۸ ج ۲)

نوٹ: غیر کفو میں ولی کو حق اعتراض: بالغہ عورت اگر بدون اجازت ولی عصبہ غیر کفو میں نکاح کرے تو اصل مذہب امام ابوحنیفہؒ کا یہ ہے کہ وہ نکاح جائز ہے اور منعقد ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود ولی کو بوجہ طوق عار اختیار فسخ دیا گیا ہے۔اور یہی ظاہر الروایۃ ہے دوسری روایت ہے جس کو فقہاء نے مفتیٰ بہا اور اقرب الی الاحتیاط قرار دیا ہے۔

اختلاف دین الازواج:۔

شوہر کے اسلام قبول کرنے کے بعد کتابیہ بیوی نے مجوسیت وغیرہ اختیار کر لی تو نکاح ٹوٹ جاوے گا لو کانت نصرانیة وقت اسلامه ثم تمجست فانه تقع الفرقة بلا عرض علیها (باب نکاح الکافر الشامیه ج ۲ ص ۲۲۴ سطر نمبر ۲۲)اور اگر عورت غیر کتابیہ مثلاً ہندو یا مجوسیہ وغیرہ ہے تو پھر دو احتمال ہے کہ یہ واقعہ دار الاسلام میں ہوا ہے یا دار الحرب میں اگر دار الاسلام میں ہوا ہے تو قاضی اس کی عورت پر اسلام پیش کرے کہ وہ بھی اسلام قبول کرلے تو نکاح اپنی حالت پر قائم رہے گا اور اگر وہ اسلام لانے سے انکار کرے یا خاموشی اختیار کرے تو نکاح فوراً فسخ ہو جائے گا۔اور اگر یہ واقعہ دار الحرب میں ہوا ہے تو وہاں عورت پر تین حیض (MINSIS) گزر جانا ہی اسلام سے انکار کر دینے کے قائم مقام ہو جاتا ہے یعنی اگر عورت مسلمان نہ ہوا اور تین حیض اسی حالت پر گزر جائیں تو نکاح خود بخود فسخ ہو جائے گا۔ایضاً۔عورت مسلمان ہو جائے اور خاوند کفر پر باقی ہے تو خواہ یہ کافر کتابی ہو یا غیر کتابی ہر حال میں اس کا حکم یہ ہے کہ اگر واقعہ دار الاسلام کا ہے تو قاضی اس کے خاوند پر اسلام پیش کرے اگر وہ مسلمان ہو جائے تو نکاح اپنی حالت پر قائم رہے گا اور اگر اسلام قبول نہ کرے یا خاموش رہے تو قاضی ان دونوں میں تفریق کروادے گا اور اگر یہ واقعہ دار الحرب کا ہے تو عورت کے تین حیض گزر جانا ہی انکار اسلام کے قائم مقام ہو جائے گا اور بعد تین حیض گزر جانے کے عورت بائنہ ہو جائے گی (باب نکاح الکافر ایضاً)

حکم ارتداد شوہر:۔

اگر زوجین میں سے کوئی ایک معاذ اللہ اسلام سے پھر جائے اور مرتد ہو جائے تو آئمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ

اس کا نکاح خود بخود فسخ ہو جاتا ہے۔ہاں اگر زوجین ایک ساتھ مرتد ہوئے اور پھر ایک ساتھ تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا تو اب اپنے نکاح پر قائم رہیں گے اور اگر یکے بعد دیگر تائب ہوئے تو ان کا نکاح باقی نہیں اور اگر دونوں مل کر ازدواجی زندگی بسر کرنا چاہیں تو پھر سے دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔ارتداد کی وجہ سے از خود رشتہ نکاح ختم ہو جاتا ہے۔قاضی سے رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔(کذا فی الھدایہ ج۲/ص ۳۲۸)بحوالہ طلاق وفسخ نکاح کی شرعی حیثیت ص ۷)

حکم ارتد زوجہ:۔

اگر زوجین میں سے صرف عورت مرتد ہو جائے تو اس کے نکاح کے بارے میں حنفیہ کے تین قول ہیں،ایک یہ کہ نکاح فسخ ہو جاتا ہے لیکن بعد تجدید اسلام اس کو تجدید نکاح پر مجبور کیا جائے گا اور کسی دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہ دیا جائے گا۔"وھو ظاھر الروایة" دوسرا یہ کہ نکاح فسخ ہی نہ ہوگا بلکہ وہ دونوں بدستور زن وشوہر ہی رہیں گے لیکن اس روایت پر فتویٰ دینے کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ تجدید نکاح کریں اور تجدید نکاح سے قبل شوہر کو استمتاع یعنی صحبت وغیرہ کی اجازت نہ دی جائے۔تیسرا یہ کہ عورت کو کنیز بنا کر رکھا جائے گا اسی طرح دوسرے صورت میں تجدید نکاح کے لئے انقضائے عدت ضروری نہیں"کما ھو الظاہر"لیکن تھوڑا سا مہر ضروری ہے جو دس درہم سے کم نہ ہو جیسا کہ فتح القدیر وغیرہ میں مصرح ہے اور مہر سابق کا بدستور واجب فی الذمہ رہنا ظاہر ہی ہے۔(الحیلۃ الناجزہ ص ۱۸۴)

(۱)خصاء الزوج:۔(شوہر کا خصی ہونا)

فسخ نکاح کے معاملے میں خصی اور عنین کا حکم ایک ہے دونوں کو قاضی علاج کے لئے ایک سال کے لئے مہلت دے گا کہ وہ اس مدت میں اپنا علاج کرا کے جماع کے قابل ہو سکے اور اگر اس کے باوجود جماع کے قابل نہ ہو سکے تو ایک سال کے بعد دونوں کے درمیان قاضی تفریق نکاح کا حکم کرا دے گا۔"لما قال الشیخ الامام ابوزھرةؒ اما العنة و الخصاء فلا یحکم القاضی بالتفریق فیھما بمجرد طلبھا و ثبوت عدم قبولھا بل لا بد من تاجیلھا سنة و یثبت انه لم یقربھا و ذالک لان عمرؓ اجل التفریق سنة عند ما طلبت امرأة التفریق لان زوجھا لم یقربھا (الاحوال الشخصیه ص ۳۵۷ التفریق)

زوجہ مجبوب(مقطوع الذکر)کا حکم:۔

رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد اگر کسی عورت کا شوہر مجبوب یا مقطوع الذکر ہو جائے تو اس کو مہلت دینے میں جیسا کہ عنین کے لئے ایک سال کی مہلت دیا جاتا ہے کوئی فائدہ نہیں اور نہ وہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے جو مہلت دینے سے مقصود ہوتا ہے اسلئے مجبوب کو مہلت دیئے بغیر دونوں کے درمیان قاضی یا جج تفریق کر دے گا۔"قال العلامة ابن نجیمؒ وجدت زوجھا مجبوباً فرق فی الحال و ھو من استوصل ذکرہ و خصیتاہ....و ان لم یؤجل لعدم الفائدة (البحر الرائق ج۴ص۱۲۲باب العنین وغیرہ)

فائدہ: اگر عورت دعویٰ کرے کہ میرا شوہر مجبوب وغیرہ ہے اور مرد اس کا انکار کرے اور بدون معائنہ کے اس کا فیصلہ نہ ہو سکے تو معائنہ بھی جائز ہے پس قاضی کسی معتبر شخص کو کہہ دے کہ معائنہ کر کے بتلاؤ کہ عورت سچ کہتی ہے یا مرد سچ کہتا ہے (الحیلۃ الناجزہ للشیخ التھانوی ص ۱۵۳)

عقیم مرد سے فسخ نکاح:۔

بعض اوقات کسی مرد کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مادہ منویہ میں اولاد پیدا کرنے والے جراثیم ختم ہو چکے ہیں جب کہ اس کی بیوی تندرست اور بچے پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور شوہر بھی جماع پر قادر ہے تو فقط اس وجہ سے کہ مرد کے جراثیم میں قوت تولید نہیں کوئی ایسا عیب نہیں جس کہ وجہ سے نکاح فسخ ہو سکتی ہے اس لئے کہ کسی کو اولاد دینا یا نہ دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے بچے عنایت فرمائے اور جسے چاہے نہ دے جراثیم ختم ہونے کی متعلق ڈاکٹری رپورٹ کوئی حکم قطعی نہیں لہٰذا جب کسی کا خاوند نفس جماع پر قادر ہو تو اسے یہ اختیار نہیں کہ وہ بذریعہ عدالت فسخ کرائے "لما قال العلامة علاؤ الدین الحصکفیؒ اذا وجدت المر أةزوجها مجبوبا او مقطوع الذکر فقط او صغیراجد اکالزر..فر ق الحاکم بطلبها بینهما فی الحال ولو المجبوب صغیر العدم فائدة التاجیل اھ (الدر المختار علیٰ صدر ردالمختار ج ۳ ص ۴۹۴ باب العنین)

شوہر کا جذام، برص یا اس جیسے کسی موذی مرض میں مبتلا ہونا:۔

اگر شوہر جذام، برص یا اس جیسے کسی موذی مرض میں نکاح کے بعد مبتلا ہوا تو عورت کی درخواست پر قاضی تحقیق حال اور ثبوت شرعی کے بعد شوہر کو ایک قمری سال علاج کی مہلت دے گا اس کے بعد بھی اگر افاقہ نہ ہوا اور بیوی پھر تفریق کا مطالبہ کرے تو قاضی تفریق کر دے گا

تشریح:۔ اگر شوہر نکاح کے پہلے سے ان امراض میں مبتلا تھا اور عورت کو بھی پہلے سے اس کا علم تھا اس کے باوجود عورت نے نکاح کیا تو اب اسے مطالبہ تفریق کا حق حاصل نہ ہوگا۔ "واذاکان بالزوج جنون أو برص أوجذام.....قال محمد ان کان الجنون حادثاً یؤ جله سنة کالعنة ثم یخیر المرأة بعد الحول اذالم یبرأ وان کان مطبقاً فهو کالجب وبه نأخذ کذافی الحاوی القدسی (الفتاویٰ الهندیه باب العنین ص ۵۲۶، ج ۱) (ولایتخیر) أحدالزوجین (بعیب الأخر) ولو فاحشا کجنون وجذام و برص ورتق و قرن وخالف محمد فی الثلاثة الاوّل وخالف الائمة الثلاثة فی الخمسةلوبالزوج (قوله فی الثلاثة الاول)وهی الجنون والجذام والبرص وألحق بها القهستانی کل عیب لا یمکنها المقام معه الابضرر.و نقله المؤلف فی شرح الملتقی (الطحطاوی علیٰ الدر المختار باب العنین ص ۲۱۳ ج ۲ (ولا خیار لها) ای لزوجة (ان وجدت به) عیبا فاحشا (جنونا أو جذاماأو برصا) أو جذاما أوجدر یا او

زمانة أو سوء خلق أو غير ذلک سوی العنة والجب والخصی کما مر (خلافا لمحمد) اذا کانت بحال لا تطیق المقام معه ذکره فی الحقائق لکن عبارة القهستانی أنها تتخیر عند محمد بالثلاثة الاول و بکل عیب لا یمکنها المقام معه الا بضرر (الدر المنتقی شرح الملتقی باب العنین ۵/۱/۴۷۲ ج ۱) البتہ اگر نکاح کے بعد اس سے واقف ہونے پر اپنے عمل سے مثلاً مباشرت کا موقع دے کر یا زبان سے رضامندی کا اظہار نہ کیا ہو اور قاضی شرع سے درخواست کر کے یا شوہر سے اس کا نکاح توڑ دیا جائے تو قاضی اس کا نکاح توڑ دے گا فقہاء نے تین امراض کو اس فہرست میں رکھا ہے۔ جنون، جذام اور برص مگر دراصل اس میں تمام ہی موذی نفرت انگیز متعدی اور ایسے امراض شامل ہیں جن کا عموماً علاج نہیں ہو پاتا مثلاً سوزاک، آتشک وغیرہ'' **کما فی الطحطاوی قوله: والحق بها القهستانی کل عیب لا یمکن المقام معه الا بضرر (طحطاوی ج ۲ ص ۲۱۳ بحواله طلاق وفسخ نکاح کی شرعی حیثیت ص ۶۰، ۶۱)**

ایڈز کی وجہ سے فسخ نکاح:۔

مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک نکاح بھی ان معاملات میں سے ہے جو عیب کی وجہ سے فسخ کیا جا سکتا ہے اگر نکاح کے بعد شوہر میں ایسا عیب پیدا ہوا یا نکاح کے وقت موجود تھا۔ لیکن عورت کو مطلع نہیں کیا گیا تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ جن عیوب کی وجہ سے فسخ نکاح کا حق دیا گیا ہے گو ان کی تفصیلات کی بابت اختلاف ہے تاہم وہ بنیادی طور پر دو طرح کے ہیں ایک وہ جنسی اعتبار سے ایک کو دوسرے کے لئے نا قابل انتفاع بنا دیں، دوسرے وہ قابل نفرت ہو اور ان کے متعدی ہونے کا اندیشہ ہو جیسے برص وجنون (دیکھئے الشرح الصغیر ۲/۷۰۔۴۶۹، سبل السلام ۱۳۴، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱۸۰/۴)

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک شوہر کے نامرد یا مقطوع الذکر ہونے کے سوا اور کوئی صورت نہیں جس میں تفریق کا مطالبہ کر سکے (ھدایہ ۲/۱۱۔۴) امام محمدؒ کے نزدیک جنون برص کی وجہ سے بھی عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے (البحر الرائق ۴، ۱۸۰) اور متاخرین حنفیہ نے بھی اس پر فتویٰ دیا ہے (ہندیہ ۱۳۴/۶) عام طور پر اہل علم نے امام محمد سے عورت کے حق تفریق کو جنون، برص اور جذام تک محدود نقل کیا ہے لیکن بعض نقول سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ حصر وتحدید درست نہیں علامہ کاسانی کا بیان ہے "**خلوه من کل عیب لا یمکنها المقام معه الا بضرر کالجنون والجذام والبرص شرط للزوم النکاح حتیٰ یفسخ به النکاح (بدائع الصنائع ۲/۳۲۷)** نکاح کے لازم ہونے کے لئے ایسے عیوب سے شوہر کا خالی ہونا ضروری ہے کہ جن عیوب کے رہتے ہوئے اس کے ساتھ ضرر اٹھائے بغیر عورت نہ رہ سکتی ہو جیسے جنون، برص، کوڑھ کہ ان امراض کی وجہ سے نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے۔ زیلعی فرماتے ہیں "**وقال محمد: تردالمرأة اذا کان بالرجل عیب فاحش بحیث لا تطیق المقام معه لانها تعذر علیها الوصول الیٰ حقها**

لمعنى فيه فكان كالجب و العنة (تبيين الحقائق ۳، ۲۵) امام محمدؒ نے فرمایا اگر شوہر میں ایسا کھلا ہوا عیب ہو کہ عورت اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی تو عورت نکاح رد کرسکتی ہے اس لئے کہ عورت کے لئے اس صورت میں اپنا حق وصول کرنا دشوار ہو جائے گا لہٰذا یہ قطع ذکر اور نامردی کا سا عیب شمار ہوگا گویا امام محمدؒ کے نزدیک متعدی اور قابل نفرت مرض کی بناء پر عورت مطالبہ تفریق کرسکتی ہے اور یہی شریعت کا مزاج و مذاق سے ہم آہنگ اور اس کے اصول و مقاصد اور روح و قواعد کے مطابق ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: جدید فقہی مسائل ج دوم ص ۵۷، ۵۸ مذکورہ بحث اس کی تلخیص ہے) ان تفصیلات کی روشنی میں غور کیا جائے تو ائمہ ثلاثہ کے علاوہ حنفیہ کے نزدیک بھی ایڈز ان امراض میں سے ہے جن کی وجہ سے عورت کو حق تفریق حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ برص اور جذام سے زیادہ قابل نفرت بھی ہے اور متعدی بھی اور چونکہ جنسی ربط بھی اس مرض کی منتقلی کا ایک اہم سبب ہے اس لئے ایڈز کا مریض شوہر اس کی بیوی کے حق میں نامردی کے حکم میں ہے کہ وہ مرض کی منتقلی کے خوف سے اس مرد کے ذریعہ داعیہ نفس کی تکمیل نہیں کرسکتی (طبی اخلاقیات ص ۶۵)

بیوی کو سخت مارنا:۔

اگر شوہر زوجہ کو برا بھلا کہے گالی دے جو عورت کے لئے انتہائی تحقیر اور اذیت کا باعث ہو یا شدید زدوکوب کرے تو اس کو حق تفریق حاصل ہوگا۔ تشریح:۔ قرآن مجید میں "ولا تمسکو هن ضرارا لتعتدوا ومن يفعل ذلک فقد ظلم نفسه" (سورہ بقرہ ۲۳۱) وارد ہوا ہے کہ ظاہر ہے کہ ضرب شدید اور گالی گلوچ سے بڑھ کر ضرر رساں بات اور کیا ہوگی جناب نبی کریم ﷺ نے ضرب مبرح سے منع فرمایا ہے اور یہ مار پیٹ "لاضرر ولاضرار فی الاسلام" کے مسلمہ اصول کے بھی خلاف ہے اس لئے ایسی حالت میں اس ضرر کے تدارک کے لئے عورت کو قاضی کے یہاں درخواست دینے کا حق حاصل ہوگا قاضی تحقیق حال کے بعد مناسب فیصلہ صادر کرے گا خواہ افہام و تفہیم کر کے چھوڑ دے یا شوہر سے ضمانت و مچلکہ لے کر چھوڑ دے یا میاں بیوی میں تفریق کر کے اس ضرر کا تدارک کرے۔

فقہ حنفی میں تو ان حالات میں قاضی شوہر کی سرزنش کرے اور اس کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کرے گا مگر عدلیہ کے لئے یہ بات ناممکن ہے۔ کہ وہ میاں بیوی کے باہمی ظلم و زیادتی پر نظر رکھے اور نہ عورت کے لئے آسان ہے کہ وہ ہر آئے دن ایسے معاملات گواہوں کے ذریعہ عدالت کے روبرو ثابت کرتی رہے ان حالات میں امام مالکؒ کے مسلک پر ہمارے علماء کا عمل ہے کہ اس ظلم و زیادتی کی وجہ سے عورت کو حق ہوگا کہ وہ طلاق کا مطالبہ کرے قاضی مرد کو سمجھائے گا اور وعظ و نصیحت سے کام لے گا اب اگر عورت پھر یہی شکایت کرے تو یہ حکم مقرر کردے گا۔ پہلے تو دونوں میں اصلاح اور موافقت کی کوشش کرے اور اگر یہ مشکل نظر آئے اور قصور عورت کا نہ ہو بلکہ مرد کی زیادتی ہو تو عورت کو طلاق دے دے اور اگر عورت کی زیادتی ہو تو دونوں میں اس طرح تفریق کرا دے کہ عورت مرد کو کچھ معاوضہ ادا کرے یا مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کردے اور عورت کی طرف سے طلاق دے دی جائے۔ (الاحوال الشخصیہ ص ۷۔۴) بحوالہ کتاب

الفسخ والتفریق)''آخذ المشروع المصری آخیرا بمذهب المالکیة فی هذه المسئلة''(الاحوال الشخصیة ص ۱۵۴ بحواله کتاب الفسخ والتفریق للعلامة عبد الصمدالرحمانی ص ۱۰۰)ومذهب المالکیة ان الزوج اذا کان یضار زوجته بالضرب و نحوه کا لاکراه علی فعل أمر حرام کان لها أن ترفع أمر ها الیٰ القاضی و کان لها أن تطلب التطلیق منه(الاحوال الشخصیۃ ص ۴۰۷ بحوالہ کتاب الفسخ والتفریق للعلامۃ عبدالصمدالرحمانی ص ۱۰۵)

زوجین میں شقاق کا پایا جانا:۔

اگر زوجین کے درمیان شدید نفرت پیدا ہو جائے کہ دونوں کا اللہ تعالیٰ کے حدود کو قائم رکھتے ہوئے ازدواجی زندگی گزارنا ناممکن نظر آئے تو ایسی صورت میں قاضی حکمین مقرر کردے گا تاکہ اصلاح حال یا باہمی رضامندی سے علیحدگی کی کوئی صورت نہیں نکل سکے تو قاضی بربنائے شقاق زوجہ کے مطالبہ کی صورت میں تفریق کردے گا۔

تشریح:۔اگر زوجین میں اختلاف وشقاق پیدا ہو جائے یعنی کسی وجہ سے زوجین کے درمیان ایسی شدت نفرت پیدا ہو جائے کہ حسن معاشرت کی گنجائش باقی نہ رہے اور اللہ کے حدود پر قائم رہنا مشکل ہو جائے تو ایسی صورت میں ابتداء اصلاح کی کوشش کی جائے گی اور اس کے لئے حکمین مقرر کئے جائیں گے حکمین کی کوشش ہوگی کہ یہ منافرت دور ہو جائے یا دونوں کی رضامندی سے علیحدگی ہو جائے لیکن اگر اس کوشش میں بھی ناکامی ہو تو قاضی کے ذریعہ تفریق کرادی جائے گی واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم معاشرت بالمعروف کا ہے اس کے لئے دونوں طرف سے محبت ضروری ہے۔معاشرت بالمعروف کے امکانات اس وقت ختم ہو جائیں گے جب زوجین ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگیں یا زوجین میں سے کوئی ایک نفرت کرنے لگے تو یہ بھی شقاق قرار دیا جائے گا کہ دونوں کی رضا معاشرت بالمعروف کے لئے ضروری ہے اور ایک کی طرف بھی محبت ورضا کا فقدان معاشرت بالمعروف کو ختم کرنے کے لئے کافی ہے پس دونوں ہی ایک دوسرے سے نفرت کریں یا کسی بھی وجہ سے عورت شدید نفرت میں مبتلا ہو تو قاضی کو چاہیئے کہ حکمین مقرر کرے جو اصلاح حال کی صورت نکالیں۔اور اگر باوجود ان کوششوں کے اصلاحِ حال ممکن نہ ہو اور نکاح اپنے مقصد سے خالی ہو جائے یعنی امساک بالمعروف سخت دشوار ہو جائے تو شوہر کی ذمہ داری تسریح بالاحسان ہے لیکن اگر شوہر اس سے گریز کرے تو قاضی نیابتاً عن الزوج تفریق کردے گا''وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکمامن أهله وحکما من أهلها ان یریدا اصلاحا یوفق الله بینهما(سورۃ نساء) روی البغوی بسنده من طریق الشافعیؒ عن عبیدة أنه قال فی هذه الایة انه جاء رجل و امرأة الیٰ علی بن ابی طالب و مع کل واحد منهما فئام من الناس فأمر هم علی فبعثوا حکما من آهله ثم قال للحکمین اتدریان ما علیکما علیکما ان رأیتما ان تجمعا تجمعا وإن رأیتما ان تفرقا تفرقا قالت المرأة رضیت بکتاب الله بماعلیٰ فیه ولی

قال الرجل اما الفرقة فلا فقال علی کذبت واللہ حتی تقر بمثل الذی أقرت به" (تفسیر مظہری ص ۱۰۱، ج ۲) و یشترط فی الحکمین عندھم اربعة شروط وھی الذکورة والعدالةوالرشد والعلم بما سبیله فلا یجوز تحکیم النساء ولا الصبیان ولا العبید ولا المجانین ولا الکفار ولا الفسقة ولا السفهاء ولا من لا علم عندھم بأحکام النشوز والصلح ثم ان وجد حکما من جیران الزوجین ولا یشترط رضاء الزوجین بما یحکمان به(الاحوال الشخصیة ص ۷. ۴)بحواله الحیلة الناجزة ص ۱۱۲)(اسلام کے عائلی قوانین ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲)

احسن الفتاویٰ میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے ان شرائط کے تلخیص تحریر کرتے ہوئے درج فرمایا ہے۔ کہ:الحاصل ضرر شقاق کے ازالے کے لئے حکمیں کی تقرری میں درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہیں۔(۱) نصب حکمین۔ (۲) عدد حکمین۔

(۳) ان کا اقارب زوجین سے ہونا ایک کا اہل زوج سے ہونا اور دوسرے کا اہل زوجہ سے۔(۴) ان میں شرائط حاکم کا وجود۔

(۵) حکم تفریق سے قبل دفع ضرر کی ہر ممکن تدابیر اختیار کرنا حتیٰ کہ اس مقصد کے لئے زوجین کو کسی نگران کے پاس رہنے کا حکم دینا۔

(۶) حکمین کا حکم تفریق رائے"احسن الفتاویٰ ج ۱۵ صفحہ ۴۰۲)

مرد کا اپنی حالت کے بارے میں عورت کو دھوکے میں ڈال کر نکاح کرنا:۔

اگر کسی نے اپنے خاندان، عقیدہ یا مالی حالت یعنی مہر ونفقہ پر قدرت کے بارے میں غلط بیانی کی اور لڑکی والوں کو دھوکہ میں ڈال کر نکاح کر لیا تو عورت کو قاضی کے ذریعے فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ہوگا۔ اور قاضی اس بنیاد پر ثبوت شرعی کے بعد تفریق کر سکتا ہے "وأفاد البھنسی انه لو تزوجته علی انه حزأو سنی اوقادر علی المھر والنفقة فبان بخلافه أو علی أنه فلان بن فلان فاذا ھو لقیط أوابن زنا کان لها الخیار فلیحفظ (قوله کان لها الخیار)ای لعدم الکفا واعترضه بعض مشائخ مشائخنا بان الخیار للعصبة قلت وھو موافق لماذکره الشارح أول باب الکفائة من انها حق الولی لا حق المرأة لکن حققنا ھناک ان لکفاة حقهما و نقلنا عن الظھیر یة لو انتسب الزوج لها نسب غیر نسبه فان ظھر دونه وھو لیس بکفوء فحق الفسخ ثابت للکل وان کان ما ظھر فوق ما اخبر فلا فسخ لأحد و عن الثانی وأن لها عسیٰ ان تعجز عن المقام معه وتمامه ھناک لکن ظھرلی الأن ان ثبوت حق الفسخ لها للتعزیرلا لعدم الکفاء بدلیل انا لو ظھر کفوء یثبت لها حق الفسخ لانه غرھا ولا یثبت للاولیاء لأن التعزیر لم یحصل لهم وحقهم فی الکفاءة و ھی موجودة و علیه فلا یلزم من ثبوت الخیار لها فی ھذه المسائل ظھوره غیر کفو واللہ اعلم (الدرالمختار مع رد المحتار باب العنین ص ۸۲۲، ۸۲۳ ج ۲) (بحوالہ اسلام کا عائلی قوانین ص ۲۰۲)